مکتبہ اسلامیہ

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

کتاب

مختصر

صحیح نمازِ نبوی

تالیف

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2015ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763
/maktabaislamia1
www.maktabaislamiapk.com
maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست

تنبیہ: مردوں اور عورتوں کے طریقۂ نماز میں کوئی فرق قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حرف اوّل

اقرارِتوحید کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اور اہم رکن ہے۔ کتاب وسنت میں جہاں اس کی پابندی پر زور دیا گیا ہے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: «صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» اس کی ادائیگی میں ''طریقۂ نبوی'' کو لازم قرار دیتا ہے۔

زیرِنظر کتاب ''مختصر صحیح نمازِ نبوی'' اسی اہمیت کے پیشِ نظر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاذِ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے صحیح اور حسن لذاتہ احادیث کی رُو سے بڑے احسن انداز میں طریقۂ نماز کو بیان کیا ہے، نیز کئی ایک مقامات پر آثارِ سلف صالحین سے مسائل کی وضاحت اس پر طُرّہ ہے۔

مذکورہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامعیت وافادیت کے لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔

استاذ محترم رحمہ اللہ کی بڑی خواہش تھی کہ مختصر نماز نبوی کے بعد اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی جائے لیکن زندگی نے مزید وفا نہ کی اور اللہ رب العزت سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم الحروف شیخ محترم رحمہ اللہ کے دوسرے منصوبوں کے ساتھ ساتھ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے بھی پُرعزم ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق وہمت دے اور محدث العصر رحمہ اللہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

حافظ ندیم ظہیر

مدیر ماہنامہ اشاعۃ الحدیث حضرو، اٹک

(۲۰۰۶/۹/۲۴ء) (طبع جدید: ۲۰۱۵/۴/۲۹ء)

وضو کا طریقہ

1 وضو کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ» [1]

"جو شخص وضو (کے شروع) میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں ہے۔"

آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا:

«تَوَضَّؤُوْا بِسْمِ اللّٰهِ» [2]

"وضو کرو: بسم اللہ۔"

2 وضو (پاک) پانی سے کریں۔ [3]

3 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ»

---

[1] ابن ماجه:٣٩٧ وسنده حسن، ورواه الحاكم فى المستدرك: ١٤٧/١

[2] النسائى:٦١/١ ح ٧٨ وسنده صحيح، وابن خزيمة فى صحيحه: ٧٤/١ ح ١٤٤ وابن حبان فى صحيحه (الاحسان: ٦٥٤٤/٦٥١٠)

[3] ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ "پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔" (النسآء: ٤٣، المآئدة: ٦) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گرم پانی سے وضو کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شيبة:٢٥/١ ح ٢٥٦ وسنده صحيح) لہٰذا معلوم ہوا کہ گرم پانی سے بھی وضو کرنا جائز ہے۔ **تنبیہ:** نبیذ، شربت اور دودھ وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

"اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"[1]

آپ ﷺ نے رات کو اٹھ کر مسواک کی اور وضو کیا۔[2]

4 پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔[3]

5 پھر تین دفعہ کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں۔[4]

6 پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھوئیں۔[5]

7 پھر تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔[6]

8 پھر (پورے) سر کا مسح کریں۔[7] اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کریں، سر کے شروع حصے سے ابتدا کر کے گردن کے پچھلے حصے تک لے جائیں اور وہاں سے واپس شروع والے حصے تک لے آئیں۔[8]

---

[1] البخاری: ٨٨٧ و مسلم: ٢٥٢ [2] مسلم: ٢٥٦ [3] البخاری: ١٥٩ و مسلم: ٢٢٦ ☆ میمون تابعی رحمہ اللہ جب وضو کرتے تو (پانی پہنچانے کے لیے) اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة ٣٩/١ ح٤٢٥ وسنده صحيح) استنجاء کے لئے جاتے ہوئے اذکار والی انگوٹھی کا اتارنا ثابت نہیں، اس سلسلے میں مروی حدیث ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے سنن أبی داود (١٩) بتحقیقی [4] البخاری: ١٥٩، ومسلم: ٢٢٦ / بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں، جیسا کہ صحیح بخاری (١٩١) وصحیح مسلم (٢٣٥) سے ثابت ہے۔ تاہم اگر کلی علیحدہ اور ناک میں پانی علیحدہ ڈالیں تو بھی جائز ہے۔ دیکھئے التاریخ الکبیر لابن أبی خیثمة ص ٥٨٨ ح١٤١٠ وسنده حسن [5] البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦ [6] البخاری:١٥٩ ومسلم: ٢٢٦ اگر باوضو ہو کر سر پر عمامہ باندھا ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی صورت میں اس پر مسح جائز ہے، بشرطیکہ اسے کھولا نہ ہو۔ دیکھئے صحیح البخاری (٢٠٥) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ عمامے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة: ٢٢/١ ح٢٢٢ وسنده حسن) سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پر مسح کیا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: ٤٢٨/١ وسنده صحیح) [7] البخاری:١٥٩ ومسلم: ٢٢٦ [8] البخاری:١٨٥ ومسلم:٢٣٥.

سر کا مسح ایک بار کریں۔ ①

پھر دونوں کانوں کے اندر اور باہر کا ایک دفعہ مسح کریں۔ ②

9 پھر اپنے دونوں پاؤں، ٹخنوں تک تین تین بار دھوئیں۔ ③

10 وضو کے دوران میں (ہاتھوں اور پاؤں کی) انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے۔ ④

11 داڑھی کا خلال بھی کرنا چاہیے۔ ⑤

تنبیہ: وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا بھی ثابت ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۶۶ وھو حدیث حسن لذاتہ) یہ شک اور وسوسے کو زائل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۶۷)

12 وضو کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھیں:

① أبو داود: ۱۱۱ وسنده صحیح بعض روایتوں میں سر کے تین دفعہ مسح کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً دیکھئے سنن ابی داود: ۱۱۰، ۱۰۷ وھو حدیث حسن ② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة: ۱/۱۸ ح۱۷۳ وسنده صحیح) تنبیہ: سر اور کانوں کے مسح کے بعد، الٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ③ البخاری: ۱۵۹ ومسلم: ۲۲۶ اگر پاؤں میں چمڑے کے موزے ہوں، جوربین مجلدین اور جوربین منعلین ہوں یا جرابیں ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔ جرابوں پر مسح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ دیکھئے الأوسط لابن المنذر (۱/٤٦٢ وسنده صحیح) اور مصنف ابن أبی شیبة (۱/۱۸۹، ۱۸۹) تنبیہ: تشبیک (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) بذاتِ خود جائز ہے لیکن وضو کر کے مسجد جاتے ہوئے تشبیک منع ہے۔ دیکھئے سنن أبی داود: ٥٦٢ وسند حسن ④ أبو داود: ۱٤۲ وسنده حسن [الترمذی: ۳۹ وقال: "هٰذا حدیث حسن غریب"] ⑤ الترمذی: ۳۱ وقال: "هٰذا حدیث حسن صحیح" اس کی سند حسن ہے۔ ☆ جس شخص کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو، اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیهقی (۲/۲٤۲ وسنده حسن)

* اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [1]

* سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ [2]

13 وضو کے بعض نواقض (وضوتوڑنے والے عوامل) درج ذیل ہیں:

پیشاب، پاخانہ، نیند (سنن الترمذی: ۳۵۳۵ وقال: حسن صحیح، وھو حدیث حسن) مذی (صحیح بخاری: ۱۳۲ وصحیح مسلم: ۳۰۳) شرمگاہ کو ہاتھ لگانا (سنن ابی داود: ۱۸۱ وصححہ الترمذی: ۸۲ وھو حدیث صحیح) اونٹ کا گوشت کھانا (صحیح مسلم: ۳۶۰) اور (سبیلین سے) ہوا (ریح) کا خارج ہونا (ابوداود: ۲۰۵ وسندہ حسن)

[1] مسلم: ب ۲۳٤/۱۷ ☆ تنبیہ: سنن الترمذی (۵۵) کی ضعیف روایت میں ''اللھم اجعلني من التوابین واجعلني من المتطھرین'' کا اضافہ ہے لیکن یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابوادریس الخولانی اور ابوعثمان (سعید بن ہانی / مسند الفاروق لابن کثیر ۱/۱۱۱) دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ دیکھئے میری کتاب ''أنوار الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة'' (ت: ۵۵) وضو کے بعد آسمان کی طرف چہرہ یا انگلی اٹھا کر اشارہ کرنے کا صحیح حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سنن ابی داود والی روایت (۱۷۰) ابن عم زہرہ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز وضو کے دوران میں دعائیں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ [2] السنن الکبریٰ للامام النسائی: ح ۹۹۰۹، وعمل الیوم واللیلة: ح ۸۰ وسندہ صحیح، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ (مستدرك الحاكم: ۵٦٤/۱ ح ۲۰۷۲) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''ھذا حدیث صحیح الإسناد'' (نتائج الافکار: ۱/۲۴۵) **تنبیہ:** غسلِ جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے استنجاء کریں، پھر (سر کے مسح اور پاؤں دھونے کے علاوہ) مسنون وضو کریں اور پھر سارے جسم پر اس طرح پانی بہائیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور آخر میں پاؤں دھولیں۔ **تنبیہ:** نماز ہو، وضو یا غسل ہو یا کوئی سی عبادت، نیت کرنا ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱) وصحیح مسلم (۱۹۰۷) یاد رہے کہ زبان سے نماز یا وضو کی نیت ثابت نہیں ہے۔

1 رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کرتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے: ''اللہ اکبر۔'' [1]

اور آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ۔'' [2]

2 آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ [3] یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔ [4]

لہٰذا دونوں طرح جائز ہے لیکن زیادہ حدیثوں میں کندھوں تک رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کے ساتھ کانوں کو پکڑنا یا چھونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں

---

[1] ابن ماجہ: ٨٠٣ وسندہ صحیح، وصححه الترمذی: ٣٠٤ وابن حبان، الاحسان: ١٨٦٢ وابن خزیمۃ: ١٥٨٧ اسکے راوی عبدالحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصحیح الحدیث ہیں، دیکھئے نصب الرایہ (١/ ٣٤٤) ان پر جرح مردود ہے۔ محمد بن عمرو بن عطا ثقہ ہیں (تقریب التہذیب: ٦١٨٧) محمد بن عمرو بن عطا کا ابوحمید الساعدی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں شامل ہونا ثابت ہے، دیکھئے صحیح البخاری (٨٢٨) لہٰذا یہ روایت متصل ہے۔ البحر الزخار (٢/١٦٨ ح٥٣٦) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے جس کے بارے میں ابن الملقن نے کہا: ''صحیح علی شرط مسلم'' (البدر المنیر ٣/٤٥٦) [2] البخاری: ٧٥٧، مسلم: ٣٩٧/٤٥ [3] البخاری: ٧٣٦، مسلم: ٣٩٠ [4] مسلم: ٢٦، ٣٩١/٢٥ ☆ حالتِ نماز میں نظر جھکالیں۔ دیکھئے نصب الرایۃ (١/٤١٦) اور نور العینین (ص ١٩٥، ١٩٦)

کا کندھوں تک رفع یدین کرنے کی تخصیص کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

3 آپ صلی اللہ علیہ وسلم (انگلیاں) پھیلا کر رفع یدین کرتے تھے۔[1]

4 آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھتے تھے۔[2] لوگوں کو (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔[3]

ذراع: کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۵۶۸) سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی، کلائی اور ساعد پر رکھا۔[4]

ساعد: کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ (ہے) دیکھئے: القاموس الوحید (ص ۷۶۹) اگر ہاتھ پوری ذراع (ہتھیلی، کلائی اور ہتھیلی سے کہنی تک) پر رکھا جائے تو خود بخود ناف سے اوپر اور سینے پر آجاتا ہے۔

5 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان درج ذیل دعا (سراً یعنی بغیر جہر کے) پڑھتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ

---

[1] ابو داود: ۷۵۳ وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمۃ: ۴۵۹ وابن حبان، الاحسان: ۱۷۷۴ والحاکم: ۱/۲۳۴ ووافقہ الذہبی [2] أحمد فی مسندہ ۵/۲۲۶ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن، وعنہ ابن الجوزی فی التحقیق: ۱/۲۸۳ ح ۴۷۷ دوسرا نسخہ: ۱/۳۳۸ ح ۴۳۴ [3] البخاری: ۷۴۰ وموطأ إمام مالک: ۱/۱۵۹ ح ۳۷۷ [4] ابو داود: ۷۲۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰، وصححہ ابن خزیمۃ: ۴۸۰ وابن حبان: ۱۸۵۷ تنبیہ: مردوں کا ناف سے نیچے اور صرف عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا (یہ تخصیص) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۳ ص ۱۹

مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ»[1]

”اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری بنا دے جیسی مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو ڈال (معاف کر دے)“

درج ذیل دعا پڑھنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ»[2]

”اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری تعریف کے ساتھ، تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے۔ تیرے سوا دوسرا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔“

ثابت شدہ دعاؤں میں سے جو دعا بھی پڑھ لی جائے بہتر ہے۔

6 اس کے بعد آپ ﷺ درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

[1] البخاری: ٧٤٤، مسلم: ٥٩٨/١٤٧. [2] أبو داود: ٧٧٥ وسنده حسن، النسائی: ٩٠٠، ٩٠١، ابن ماجه: ٨٠٤، الترمذی: ٢٤٢، وأُعل بما لا يقدح وصححه الحاكم: ٢٣٥/١ ووافقه الذهبی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (1)

7 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم «بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» پڑھتے تھے۔ (2)

بسم اللہ سراً یا جہراً پڑھنا دونوں طرح جائز ہے لیکن کثرتِ دلائل کی رو سے عام طور پر سراً پڑھنا بہتر ہے۔ (3) اس مسئلے میں سختی نہیں کرنی چاہیے۔

8 پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (4)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

(1) ابوداود: ۷۷۵ وسندہ حسن «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ» پڑھنا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (٦١١٥) صحیح مسلم (٢٦١٠، دارالسلام: ٦٦٤٦) اور کتاب الام للامام الشافعی (١٠٧/١) (2) النسائی: ٩٠٦، وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمۃ: ٤٩٩ وابن حبان: الاحسان: ١٧٩٤، و الحاکم علیٰ شرط الشیخین: ٢٣٢/١ ووافقہ الذہبی۔ ☆**تنبیہ:** اس روایت کے راوی سعید بن ابی ہلال نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی ہے، خالد بن یزید کی سعید بن ابی ہلال سے روایت صحیح بخاری (١٣٦) وصحیح مسلم (١٩٧٧/٤٢) میں موجود ہے۔ (3) ''جہراً'' کے جواز کے لئے دیکھئے النسائی: ٩٠٦، وسندہ صحیح۔ ''سراً'' کے جواز کے لئے دیکھئے صحیح ابن خزیمۃ: ٤٩٥ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان: ١٧٩٦، وسندہ صحیح. (4) النسائی: ٩٠٦، وسندہ صحیح دیکھئے حاشیہ سابقہ: ٣۔

سورۂ فاتحہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف کرتے تھے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»

''جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی'' (صحیح البخاری: ۷۵۶)

اور فرماتے: «كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ»

''ہر نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔''

(ابن ماجہ: ۸۴۱ وسندہ حسن)

9 پھر آپ ﷺ آمین کہتے تھے۔ [2] سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب آپ نے ولا الضالین (جہراً) کہی تو آمین (جہراً) کہی۔ [3] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں (امام اور مقتدیوں کو) آمین جہراً کہنی چاہیے۔

☆ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے: ''وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ'' اور آپ ﷺ نے اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز پست رکھی۔ [4]

[1] ابو داود: ۴۰۰۱، الترمذی: ۲۹۲۷ وقال: ''غریب'' وصححه الحاکم علیٰ شرط الشیخین (۲/ ۲۳۲) ووافقه الذهبی وسنده ضعیف وله شاهد قوی فی مسند احمد: ۶/ ۲۸۸ ح ۲۷۰۰۳ وسنده حسن والحدیث به حسن
[2] النسائی: ۹۰۶، وسنده صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۷ حاشیہ: ۳ [3] ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۲، وسنده صحیح ☆ ایک روایت میں آیا ہے: ''فجهر بآمین'' پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ ابو داود: ۹۳۳ وسنده حسن [4] احمد: ۴/ ۳۱۶ ح ۱۹۰۴۸، ورجاله ثقات وهو معلول وأعله البخاری وغیره۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سری نماز میں آمین سراً کہنی چاہیے، سری نمازوں میں آمین سراً کہنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

10 پھر آپ ﷺ سورۃ سے پہلے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پڑھتے۔ ①

11 آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر سورۂ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے پڑھو۔'' ②

نبی ﷺ پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے۔ ③ اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ④ آپ ﷺ قراءت کے بعد رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔ ⑤

12 پھر آپ ﷺ رکوع کے لئے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔ ⑥

13 آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ ⑦

---

① مسلم: ۵۳/ ۴۰۰ قال رسول اللہ ﷺ: ((أنزلت علي آنفا سورة، فقرأ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○)) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھی تو مہاجرین وانصار سخت ناراض ہوئے، پھر اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سورت سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ رواہ الشافعی (الام: ۱/ ۱۰۸) وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم (۲/ ۲۳۳) ووافقہ الذہبی۔ اس کی سند حسن ہے۔
② ابو داود: ۸۵۹، وسندہ حسن ③ البخاری: ۷۶۲ و مسلم: ۴۵۱ ④ البخاری: ۷۷۶، مسلم: ۱۵۵/ ۴۵۱۔ آخری دو رکعتوں میں کوئی سورت ملانا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (۴۵۲) اور یہی کتاب ص ۲۴ فقرہ: ۴۸ حاشیہ: ۶ ⑤ ابو داود: ۷۷۷، ۷۷۸، ابن ماجہ: ۸۴۵ وھو حدیث صحیح/ حسن بصری مدلس ہیں (طبقات المدلسین بتحقیقی: ۲/ ۴۰) لیکن ان کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے، اگرچہ تصریح سماع نہ بھی ہو کیونکہ وہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب سے روایت کرتے تھے، نیز دیکھئے نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود: ۳۵۴ **تنبیہ:** اگر سورۂ فاتحہ رہ گئی ہو تو اسے سکتے میں پڑھ لیں۔ دیکھئے نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری (۲۷۴، ۲۷۵)
⑥ البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۲۸/ ۳۹۲ ⑦ البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/ ۳۹۰.

آپ ﷺ (عند الرکوع و بعدہ) رفع یدین کرتے، پھر (اس کے بعد) تکبیر کہتے۔ [1]

اگر پہلے تکبیر اور بعد میں رفع یدین کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ [2]

14 آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے، مضبوطی سے پکڑتے، پھر اپنی کمر جھکاتے (اور برابر کرتے) [3] آپ ﷺ کا سر نہ تو (پیٹھ سے) اونچا ہوتا اور نہ نیچا (بلکہ برابر ہوتا تھا) [4] آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر اعتدال (سے رکوع) کرتے۔ نہ تو سر (بہت) جھکاتے اور نہ اسے (بہت) بلند کرتے [5] یعنی آپ ﷺ کا سر مبارک آپ کی پیٹھ کی سیدھ میں بالکل برابر ہوتا تھا۔

15 آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے گویا آپ نے انھیں پکڑ رکھا ہے اور دونوں ہاتھ کمان کی ڈوری کی طرح تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھے۔ [6]

16 آپ ﷺ رکوع میں «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ» کہتے (رہتے) تھے۔ [7]

---

[1] مسلم: ۲۲/ ۳۹۰ . [2] ابو داود: ۷۳۰ وسنده صحيح، نیز دیکھئے فقرہ:۱ حاشیہ:۱
[3] البخاری: ۸۲۸ [4] مسلم: ۴۹۸/۲۴۰ [5] ابو داود: ۷۳۰ وسنده صحيح
[6] ابوداود: ۷۳٤، وسنده حسن، وقال الترمذی (۲٦۰): "حديث حسن صحيح" وصححه ابن خزيمة: ٦۸۹ وابن حبان، الاحسان: ۱۸٦۸ ☆ **تنبيه:** فلیح بن سلیمان صحیحین کے راوی ہیں اور حسن الحدیث ہیں، جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہٰذا یہ روایت حسن لذاتہ ہے، فلیح مذکور پر جرح مردود ہے۔ والحمدللہ [7] مسلم: ۷۷۲، ولفظه: "ثم ركع فجعل يقول: سبحان ربي العظيم، فكان ركوعه نحوًا من قيامه"

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ یہ (دعا) رکوع میں پڑھیں۔ [1]

آپ ﷺ سے رکوع میں یہ دعائیں بھی ثابت ہیں:

* سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ [2]

یہ دعا آپ کثرت سے پڑھتے تھے۔

* سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ [3]
* سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [4]
* اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ [5]

ان دعاؤں میں سے کوئی سی دعا پڑھی جا سکتی ہے، ان دعاؤں کا ایک ہی رکوع یا سجدے میں جمع کرنا اور اکٹھا پڑھنا کسی صریح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم حالتِ تشہد «ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ» (البخاری: ۸۳۵، واللفظ له، مسلم: ۴۰۲) کی عام دلیل سے ان دعاؤں کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔☆

---

[1] ابوداود: ۸۶۹ وسنده صحیح، ابن ماجه:۸۸۷ وصححه ابن خزیمة: ۶۰۱، ۶۷۰وابن حبان، الاحسان ۱۸۹۵ والحاکم: ۱/ ۲۲۵، ۲/ ۴۷۷) واختلف قول الذهبي فيه، میمون بن مہران اور زہری (تابعی) فرماتے ہیں: رکوع وسجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں (ابن ابی شیبہ فی المصنف ۱/۲۵۰ ح ۲۵۷۱ وسندہ حسن)

[2] البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم:۴۸۴ [3] مسلم:۴۸۷ [4] مسلم: ۴۸۵

[5] مسلم:۷۷۱ ☆ نیز دیکھئے فقرہ:۲۵

17 ایک شخص نماز صحیح نہیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے فرمایا:

"جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر (اللہ اکبر) کہہ، پھر قرآن سے جو میسر ہو (سورۂ فاتحہ) پڑھ، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر اٹھ کر (اطمینان سے) برابر کھڑا ہو جا، پھر اطمینان سے سجدہ کر، پھر اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کر، پھر (دوسرے سجدے سے) اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اپنی ساری نماز (کی ساری رکعتوں) میں اسی طرح کر۔"[1]

18 جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔[2] رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا بھی صحیح اور ثابت ہے۔[3]

رکوع کے بعد درج ذیل دعائیں بھی ثابت ہیں:

* اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ[4] اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ

---

[1] البخاری: ٦٢٥١ [2] البخاری: ٧٣٥، راجح یہی ہے کہ امام مقتدی اور منفرد سب سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ پڑھیں۔ (سنن الدارقطنی ١/٣٣٩، ٣٤٠ ح ١٢٧٠، ١٢٧١، وسندہ حسن) محمد بن سیرین اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبة (١/٢٥٣ ح ٢٦٠٠ وسندہ صحیح) [3] البخاری: ٧٨٩، بعض اوقات رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ جہراً کہنا بھی جائز ہے، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے روایت ہے: سمعت أباهريرة يرفع صوته باللهم ربنا ولك الحمد" میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اونچی آواز کے ساتھ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔" (مصنف ابن ابی شیبة: ١/٢٤٨ ح ٢٥٥٦ وسندہ صحیح) [4] البخاری: ٧٩٦

وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ [1] اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَامَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [2]

* رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ [3]

19 رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں، اس مسئلے میں صراحت سے کچھ بھی ثابت نہیں، لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ [4]

20 پھر آپ ﷺ تکبیر کہہ کر (یا کہتے ہوئے) سجدے کے لئے جھکتے۔ [5]

21 آپ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ» "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے (بلکہ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے۔" آپ ﷺ کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ [6]

---

[1] مسلم: ٤٧٦ [2] مسلم: ٤٧٨/٢٠٦ [3] البخاری: ٧٩٩ [4] امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا چھوڑ دینے چاہئیں تو انھوں نے فرمایا: أرجوأن لا يضيق ذلك إن شاء الله "مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔" (مسائل احمد: رواية صالح بن احمد بن حنبل: ٥٦١) [5] البخاری: ٨٠٣، مسلم: ٢٨/ ٣٩٢. [6] ابوداود: ٨٤٠ وسنده صحيح على شرط مسلم، النسائی: ١٠٩٢، وسندہ حسن/ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے (البخاری قبل حديث: ٨٠٣) اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (صحيح ابن خزيمة: ٦٢٧ وسنده حسن، وصححه الحاكم ==>

22 آپ ﷺ سجدے میں ناک اور پیشانی، زمین پر (خوب) جما کر رکھتے، اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (بغلوں) سے دور کرتے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر (زمین) پر رکھتے۔[1] سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔[2]

23 سجدے میں آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بغلوں سے ہٹا کر رکھتے تھے۔[3] آپ ﷺ سجدے میں اپنے ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ توانھیں بچھاتے اور نہ (بہت) سمیٹتے، اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔[4] آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔[5] آپ ﷺ فرماتے تھے: ''سجدے میں اعتدال کرو، کتے کی طرح بازو نہ بچھاؤ۔''[6] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا

==> علیٰ شرط مسلم: ۱/ ۲۲٦ ووافقه الذهبی) جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھتے تھے (ابوداود: ۸۳۸ وغیرہ) شریک بن عبداللہ القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں، ابوقلابہ (تابعی) سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے لگاتے تھے اور حسن بصری (تابعی) پہلے ہاتھ لگاتے تھے (ابن ابی شیبة: ۱/ ۲٦۳ ح ۲۷۰۸ وسنده صحیح) محمد بن سیرین (تابعی) بھی پہلے گھٹنے لگاتے تھے (ابن ابی شیبة: ۱/ ۲٦۳ ح ۲۷۰۹ وسنده صحیح) دلائل کی رو سے راجح اور بہتر یہی ہے کہ پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے لگائے جائیں۔ [1] ابوداود: ۷۳٤، وسنده حسن، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵ حاشیہ: ۵ [2] ابوداود: ۷۲٦وسنده صحیح، النسائی: ۸۹۰ وصححه ابن خزیمة: ٦٤١ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷، نیز دیکھئے فقرہ: ۴ حاشیہ: ۴ [3] ابوداود: ۷۳۰ وسنده صحیح دیکھئے فقرہ: ۱۴ حاشیہ: ۴ [4] البخاری: ۸۲۸ [5] البخاری: ۳۹۰، مسلم: ٤۹۵ [6] البخاری: ۸۲۲، مسلم: ٤۹۳، اس حکم میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں، لہٰذا عورتوں کو بھی چاہیے کہ سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلائیں۔

ہے: پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے پنجے''[1]

آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اطراف (اعضاء) اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں۔''[2] معلوم ہوا کہ سجدے میں ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر لگانا ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَضَعْ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ» ''جو شخص (سجدے میں) اپنی ناک، زمین پر نہ رکھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔''[3]

24 آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔[4]

25 سجدے میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے، لہٰذا سجدے میں خوب دعا کرنی چاہیے[5] سجدے میں درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہیں:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلىٰ[6] * سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ[7] * سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ[8] * سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ[9] * اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ[10]

[1] البخاری: ۸۱۲، مسلم: ۴۹۰ [2] مسلم: ۴۹۱ [3] سنن الدارقطنی: ۱/۳۴۸ ح ۱۳۰۳ مرفوعاً وسندہ حسن [4] مسلم: ۴۹۶، یعنی نبی ﷺ اپنے سینے اور پیٹ کو زمین سے بلند رکھتے تھے، عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے: «صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ» ''نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔'' [5] مسلم: ۴۸۲ [6] مسلم: ۷۷۲ [7] البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم: ۴۸۴ [8] مسلم: ۴۸۷ [9] مسلم: ۴۸۵ [10] مسلم: ۴۸۳

❋ اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْھِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَ بَصَرَہٗ تَبَارَكَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ [1]

26 آپ ﷺ سجدے کو جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [2]

27 آپ ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملا دیتے اوران کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا۔ [3] اور آپ اپنے دونوں قدم کھڑے رکھتے تھے۔ [4]

28 آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدے سے اٹھتے۔ [5] آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ [6] آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/۳۹۰) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں (نبی ﷺ کی) سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا دیا جائے۔ [7]

29 آپ ﷺ سجدے سے اٹھ کر (جلسے میں) تھوڑی دیر بیٹھے رہتے۔ [8] حتیٰ کہ کوئی کہنے والا کہہ دیتا: ''آپ بھول گئے ہیں۔'' [9]

---

[1] مسلم: ۷۷۱ (جو دعا باسند صحیح ثابت ہو جائے سجدے میں اس کا پڑھنا افضل ہے، رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم: ۴۷۹، ۴۸۰) [2] البخاری: ۷۳۸ [3] البیہقی: ۲/ ۱۱۶ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمۃ: ٦٥٤ وابن حبان، الاحسان: ۱۹۳۰، والحاکم (۱/ ۲۲۸، ۲۲۹) علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی [4] مسلم: ۴۸۶، مع شرح النووی [5] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲ [6] ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح [7] البخاری: ۸۲۷ [8] البخاری: ۸۱۸ [9] البخاری: ۸۲۱، مسلم: ۴۷۲

30 آپ جلسے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) [1]

31 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرا) سجدہ کرتے۔ [2]

آپ ﷺ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [3]

آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [4]

سجدے میں آپ ﷺ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى)) پڑھتے تھے۔ [5] دیگر دعاؤں کے لئے دیکھئے فقرہ:۲۵

32 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرے) سجدے سے سر

---

[1] ابو داود: ۸۷٤ وھو حدیث صحیح، النسائی: ۱۰۷۰، ۱۱٤٦، اس روایت میں رجل من بنی عبس سے مراد: صلة بن زفر ہیں۔ دیکھئے مسند الطیالسی (٤١٦) ابوحمزہ مولیٰ الانصار سے مراد: طلحہ بن یزید ہیں۔ دیکھئے تحفة الاشراف (۵۸/۳ ح ۳۳۹۵) و تقریب التھذیب (تحت رقم:۸۰٦۳) جلسہ میں تشہد کی طرح اشارہ، جس روایت میں آیا ہے (مسند احمد: ۳۱۷/٤ ح ۱۹۰٦۳) اس کی سند سفیان (الثوری) کی تدلیس (عنعنہ) کی وجہ سے ضعیف ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري و الأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقنين۔۔۔" مدلسین جو ثقہ و عادل ہیں ہم ان کی صرف انھی روایات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کی ہے۔ مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابواسحاق اور ان جیسے دوسرے صاحب تقویٰ (صاحبِ اتقان) ائمہ (صحیح ابن حبان، الاحسان مع تحقیق شعیب الارناووط ج ۱ ص ۱٦۱) سفیان الثوری کو حاکم نیشاپوری نے (مدلسین کے طبقۂ) (ثالثہ میں ذکر کیا ہے (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰٦) مکحول تابعی رحمہ اللہ دوسجدوں کے درمیان "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِي" پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة ۲/ ۵۳٤ ح ۸۸۳۸، دوسرانسخہ ۳/ ٦۳٤ ح ۸۹۲۲ واللفظ له وسنده صحیح) نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)) کی دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم ۳۵/ ۲٦۹۷) [2] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۸۲/ ۲۳۹

[3] البخاری: ۸۷۳ [4] مسلم: ۱۲/ ۹۰۳، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ [5] مسلم: ۷۷۲

اٹھاتے [1] سجدے سے اٹھتے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [2]

33 آپ ﷺ جب طاق (پہلی یا تیسری) رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔ [3] دوسرے سجدے سے آپ ﷺ جب اٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی۔ [4]

34 ایک رکعت مکمل ہوگئی، اب اگر آپ ایک وتر پڑھ رہے ہیں تو پھر تشہد، درود اور دعائیں (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ [5]

35 پھر آپ ﷺ زمین پر (دونوں ہاتھ رکھ کر) اعتماد کرتے ہوئے (دوسری رکعت کے لئے) اٹھ کھڑے ہوتے۔ [6]

36 رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ» سے قراءت شروع کرتے وقت سکتہ نہ کرتے تھے۔ [7]

---

[1] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۲۸/۳۹۲ [2] البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۲۲/۳۹۰
[3] البخاری: ۸۲۳ [4] ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح، آپ ﷺ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے (صحیح البخاری: ٦٢٥١) نیز دیکھئے فقرہ ۱۷، اس سنت صحیحہ کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ [5] دیکھئے تشہد = فقرہ: ۴۱ درود = فقرہ: ۴۲ دعائیں = فقرہ: ۴۹، ۵۰، سلام = فقرہ: ۵۰، ۵۱ ایک رکعت پر اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی، مگر بہتر یہی ہے کہ تورک کیا جائے ایک روایت میں ہے: ''حتی إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرىٰ وقعد متوركًا على شقه الأيسر'' ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح۔
[6] البخاری: ٨٢٤ وابن خزيمة فی صحیحه: ٦٨٧، ازرق بن قیس (ثقه/ التقریب: ۳۰۲) سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کر کے کھڑے ہوئے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳۹۵/۱ ح ۳۹۹۶ وسندہ صحیح) [7] مسلم: ۵۹۹، ابن خزیمۃ: ۱۶۰۳، ابن حبان: ۱۹۳۳۔

سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے۔ [1]
﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ [2] کی رُو سے بسم اللہ سے پہلے «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ» پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔ رکعت اولیٰ میں جو تفاصیل گزر چکی ہیں [3] حدیث: ''پھر ساری نماز میں اسی طرح کر'' [4] کی رُو سے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھنی چاہیے۔

37 دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھ جانے کے بعد آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔ [5] آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کا عدد (حلقہ) بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے [6] یعنی اشارہ کرتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملاتے (حلقہ بناتے) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ [7] لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے۔

38 آپ ﷺ اپنی دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ [8] آپ ﷺ اپنی دونوں ذراعیں [9] اپنی رانوں پر رکھتے تھے۔ [10]

---

[1] دیکھئے فقرہ: ۷ وحاشیہ: ۳ [2] النحل: ۹۸ [3] فقرہ: ا سے لے کر فقرہ: ۳۳ تک [4] البخاری: ۶۲۵۱، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۷ [5] مسلم: ۱۱۲/۵۷۹ [6] مسلم: ۱۱۵/ ۵۸۰ [7] مسلم: ۱۱۳/ ۵۷۹۔ [8] ابو داود: ۷۲۶، ۹۵۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۲۶۶، ابن خزیمہ: ۷۱۳، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ [9] ذراع کے مفہوم کے لئے دیکھئے فقرہ: ۴ [10] النسائی: ۱۲۶۵ وھو حدیث صحیح بالشواھد

39 آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ ① آپ ﷺ انگلی اٹھا دیتے، اس کے ساتھ تشہد میں دعا کرتے تھے۔ ② آپ ﷺ شہادت والی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ ③ آپ ﷺ اپنی شہادت والی انگلی کو حرکت دیتے (ہلاتے) رہتے تھے۔ ④

40 آپ ﷺ اپنی تشہد کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ ⑤ آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد والے (پہلے) تشہد، اور چار رکعتوں کے بعد والے (آخری) تشہد، دونوں تشہدوں میں یہ اشارہ کرتے تھے۔ ⑥

---

① مسلم: ۵۸۰/۱۱۵ ② ابن ماجہ:۹۱۲، وسندہ صحیح، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۲ ③ ابوداود: ۹۹۱وسندہ حسن، ابن خزیمة: ۷۱۶، ابن حبان الاحسان: ۱۹۴۳ ④ النسائی: ۱۲۶۹وسندہ صحیح، ابن خزیمة: ۷۱۴، ابن الجارود فی المنتقٰی: ۲۰۸، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ ☆ تنبیہ: بعض لوگوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ "یُحَرِّکُھَا" کا لفظ شاذ ہے کیونکہ اسے زائدہ بن قدامہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ: زائدہ بن قدامہ: ثقة ثبت، صاحب سنة ہیں (التقریب: ۱۹۸۲) لہٰذا ان کی زیادت مقبول ہے اور دوسرے راویوں کا یہ لفظ ذکر نہ کرنا شذوذ کی دلیل نہیں کیونکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ "ولا یحرکھا" والی روایت (ابو داود: ۹۸۹، النسائی: ۱۲۷۱) محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے میری کتاب "أنوار الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة" (ص۲۸) محمد بن عجلان مدلس ہیں (طبقات المدلسین:۳/۹۸ بتحقیقی / الفتح المبین ص۶۱، ۶۰) ⑤ النسائی: ۱۱۶۱، وسندہ صحیح، ابن خزیمة: ۷۱۹، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۳ ☆ **تنبیه:** یہ روایت اس متن کے بغیر صحیح مسلم: ۵۸۰/۱۱۶ میں مختصراً موجود ہے۔
⑥ النسائی:۱۱۶۲،وسندہ حسن ☆ **تنبیه:** لا الٰہ پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر رکھ دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک، حلقہ بنا کر شہادت والی انگلی اٹھائی جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَحِّدْ أَحِّدْ": صرف ایک انگلی سے اشارہ کرو (الترمذی: ۳۵۵۷ وقال: حسن، النسائی: ۱۲۷۳ وھو حدیث صحیح) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک شہادت والی انگلی اٹھائی رکھنی چاہیے۔

41 آپ ﷺ تشہد میں درج ذیل دعا (التحیات) سکھاتے تھے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ [1] اَیُّھَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ [2]

42 پھر آپ ﷺ درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے: [3]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

---

[1] یہاں علیک سے مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم: ''اَلسَّلَامُ یَعْنِيْ عَلَی النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پڑھتے تھے (البخاری: ٦٢٦٥) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ''علیک'' کی جگہ ''علی'' پڑھنا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ ''علیک'' سے مراد یہاں قطعاً حاضر نہیں ہے۔ یاد رہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روایتوں کو بعد والے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ [2] البخاری: ١٢٠٢ ☆ **تنبیہ:** اس مشہور ''التحیات'' کے علاوہ دوسرے جتنے صیغے صحیح و حسن احادیث سے یہاں پڑھنے ثابت ہیں (اس کے بدلے میں) اُن کا پڑھنا جائز اور موجبِ ثواب ہے۔ [3] البخاری: ٣٣٧٠، البیہقی فی السنن الکبریٰ ٢/١٤٨ ح ٢٨٥٦.

43 دو رکعتیں مکمل ہوگئیں، اب اگر دو رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ الفجر) ہے تو دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور اگر تین یا چار رکعتوں والی نماز ہے تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔ [1]

44 پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو (اٹھتے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہتے [2] اور رفع یدین کرتے تھے۔ [3]

45 تیسری رکعت بھی دوسری رکعت کی طرح پڑھنی چاہیے، اِلا یہ کہ تیسری اور چوتھی (آخری دونوں) رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کے ساتھ کوئی سورت وغیرہ نہیں ملانی چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ [4]

46 اگر تین رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ المغرب) ہے تو تیسری رکعت مکمل کرنے کے بعد (دوسری رکعت کی طرح تشہد اور درود پڑھ لیا جائے اور

[1] پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجبِ ثواب ہے، عام دلائل میں ''قولوا'' کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو، اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ نیز دیکھئے سنن النسائی (ج ٤ ص ٢٤١ ح ١٧٢١) والسنن الکبریٰ (٢/ ٥٠٠، ٤٩٩ وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: ''پھر اگر نماز کے درمیان (اول تشہد) میں ہو تو کھڑا ہو جائے'' (مسند احمد: ١/ ٤٥٩ ح ٤٣٨٢، وسندہ حسن) اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرا جا رہا ہے تو تورک کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے دیکھئے فقرہ: ٣٤، حاشیہ: ٩۔ [2] البخاری: ٧٨٩، ٨٠٣، مسلم: ٢٨/ ٣٩٢ [3] البخاری: ٧٣٩۔ **تنبیہ:** یہ روایت بالکل صحیح ہے، اس پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے، سنن ابی داود (٧٣٠ وسندہ صحیح) وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔ والحمد للہ / نیز دیکھئے فقرہ: ٢۔ [4] اور اگر آخری دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت میں کوئی سورت پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ٦، نیز دیکھئے فقرہ: ١١، حاشیہ: ٥۔

دعا جس کا ذکر آگے آرہا ہے پڑھ کر دونوں طرف) سلام پھیر دیا جائے۔① تیسری رکعت میں اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا چاہیے۔ دیکھئے فقرہ: ۴۸۔

47 اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے۔②

48 چوتھی رکعت بھی تیسری رکعت کی طرح پڑھے۔③ آپ ﷺ چوتھی رکعت میں تورک کرتے تھے (صحیح البخاری: ۸۲۸) تورک کا مطلب یہ ہے کہ ''نمازی کا دائیں کولہے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو، اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کولہے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔'' (القاموس الوحید ص ۱۸۴۱ نیز دیکھئے فقرہ: ۴۹) نماز کی آخری رکعت کے تشہد میں تورک کرنا چاہئے۔④

چوتھی رکعت مکمل کرنے کے بعد التحیات اور درود پڑھے۔⑤

49 پھر اس کے بعد جو دعا پسند ہو (عربی زبان میں) پڑھ لے⑥ چند دعائیں درج ذیل ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ پڑھتے یا پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

① البخاری: ۱۰۹۲ ② دیکھئے فقرہ: ۳۳ ③ یعنی صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھے، تاہم تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت پڑھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ صحیح مسلم (۴۵۲) کی حدیث سے ثابت ہے۔ ④ دیکھئے سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح) ⑤ دیکھئے فقرہ: ۴۱، وفقرہ: ۴۲
⑥ البخاری: ۸۳۵ مسلم: ۴۰۲، اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے: باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشهد ولیس بواجب ''تشہد کے بعد جو دعا اختیار کر لی جائے اس کا باب اور یہ (دعا) واجب نہیں ہے۔''

وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ [1]

* اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ [2]

* اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ [3]

* اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [4]

---

[1] البخاری: ۱۳۷۷، مسلم: ۵۸۸/۱۳۱، رسول اللہ ﷺ اس دعا کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۸۸/۱۳۰) لہٰذا یہ دعا تشہد میں ساری دعاؤں سے بہتر ہے، طاؤس (تابعی) سے مروی ہے کہ وہ اس دعا کے بغیر نماز کے اعادے کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۹۰/۱۳٤)
[2] البخاری: ۸۳۲، مسلم: ۵۸۹ [3] مسلم: ۵۹۰ [4] البخاری: ۸۳٤، مسلم: ۲۷۰۵

❊ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [1]

50 ان کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں ان کا پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے، مثلاً آپ ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [2]

دعا کے بعد رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیتے تھے۔ [3]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ [4]

---

[1] مسلم:٧٧١. [2] البخاری:٤٥٢٢ [3] مسلم: ٥٨١، ٥٨٢ [4] ابو داود: ٩٩٦،وھو حدیث صحیح، الترمذی:٢٩٥ وقال:"حسن صحیح" النسائی: ١٣٢٠، ابن ماجه:٩١٤، ابن حبان، الاحسان: ١٩٨٧. **تنبیه:** ابو اسحاق الہمدانی نے "حدثني علقمة بن قيس والأسود بن يزيد و أبو الأحوص" کہہ کر سماع کی تصریح کردی ہے، دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی:٢/١٧٧ ح ٢٩٧٤، لہٰذا اس روایت پر جرح صحیح نہیں ہے، ابو اسحاق سے یہ روایت سفیان الثوری وغیرہ نے بیان کی ہے والحمد لله۔ اگر دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں تو بھی جائز ہے، دیکھئے سنن ابی داود (٩٩٧ وسندہ صحیح)

51 اگر امام نماز پڑھا رہا ہو تو جب وہ سلام پھیر دے تو سلام پھیرنا چاہیے، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ۔ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔'' [1]

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ [2]

---

[1] البخاری: ۸۳۸، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیر لے تو (پھر) مقتدی سلام پھیریں (البخاری قبل حدیث: ۸۳۸ تعلیقًا) لہٰذا بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرے، اگر امام کے ساتھ ساتھ، پیچھے پیچھے بھی سلام پھیر لیا جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۲/ ۳۲۳ باب ۱۵۳، یسلم حین یسلم الإمام) [2] سنن ابی داود: ۱٤۲٥، اسے ترمذی (٤٦٤) نے حسن، ابن خزیمہ (۲/ ۱٥۱-۱٥۲ ح ۱۰۹٥، ۱۰۹٦) اور نووی نے صحیح کہا ہے۔

نماز کے بعد اذکار

1 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''كُنْتُ أَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالتَّكْبِيْرِ'' میں نبی ﷺ کی نماز کا اختتام تکبیر (اللہ اکبر) سے پہچان لیتا تھا۔[1]

ایک روایت میں ہے: ''مَا كُنَّا نَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ'' ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا تھا مگر تکبیر (اللہ اکبر سننے) کے ساتھ۔[2]

2 رسول اللہ ﷺ نماز مکمل کرنے کے بعد تین دفعہ استغفار کرتے (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) اور فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ»[3]

3 آپ ﷺ درج ذیل دعائیں بھی پڑھتے تھے:

---

[1] البخاری: ۸٤۲، مسلم: ۵۸۳/۱۲۰ امام ابو داود (قبل حدیث: ۱۰۰۲) نے اس حدیث پر باب التکبیر بعد الصلاۃ کا باب باندھا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ (فرض) نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے، یہی حکم منفرد کے لئے بھی ہے ''أن رفع الصوت بالذکر'' میں الذکر سے مراد ''التکبیر'' ہی ہے، جیسا کہ حدیثِ بخاری وغیرہ سے ثابت ہے، اصول میں یہ مسلّم ہے کہ ''الحدیث یفسر بعضہ بعضًا'' یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

[2] مسلم: ۵۸۳/۱۲۱ [3] مسلم: ۵۹۱

* «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» [1]

* اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ [2]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس [۳۳] دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس [۳۳] دفعہ تحمید (الحمد للہ) اور تینتیس [۳۳] دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھے اور آخری دفعہ «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ» پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ (گناہ) سمندر کے جھاگ کے برابر (بہت زیادہ) ہوں۔'' [3] تینتیس [۳۳] دفعہ سبحان اللہ، تینتیس [۳۳] دفعہ الحمد للہ، اور چونتیس [۳۴] دفعہ اللہ اکبر کہنا بھی صحیح ہے۔ [4] آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات (وہ سورتیں جو قل اعوذ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھیں۔ [5]

---

[1] البخاری: ٨٤٤، مسلم: ٥٩٣. [2] ابوداود: ١٥٢٢ وسندہ صحیح، النسائی: ١٣٠٤ و صححه ابن خزیمة: ٧٥١ وابن حبان، الاحسان: ٢٠١٧، ٢٠١٨ والحاکم علیٰ شرط الشیخین (١/ ٢٧٣) ووافقه الذهبی [3] مسلم: ٥٩٧ [4] دیکھئے مسلم: ٥٩٦ [5] ابوداود: ١٥٢٣ وسنده حسن، ==>

ان کے علاوہ جو دعائیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، چونکہ نماز اب مکمل ہو چکی ہے، لہٰذا اپنی زبان میں بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ [1]

4 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہر فرض نماز کے آخر میں (سلام کے بعد) آیت الکرسی پڑھی، وہ شخص مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ [2]

==>النسائی: ۱۳۳۷ وله طریق آخر عند الترمذی: ۲۹۰۳ وقال: ”غریب“ وطریق أبی داود: صححه ابن خزیمة: ۷۵۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۰۱ والحاکم (۲۵۳/۱) علیٰ شرط مسلم ووافقه الذهبی [1] نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے (البخاری فی الادب المفرد: ۶۰۹ وسنده حسن) اس روایت (اثر) کے راویوں محمد بن فلیح اور فلیح بن سلیمان دونوں پر جرح مردود ہے، ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵، حاشیہ: ۵ [2] النسائی فی الکبریٰ: ۹۹۲۸ (عمل الیوم واللیلة: ۱۰۰ وسنده حسن، وکتاب الصلوٰة لابن حبان (اتحاف المهرة لابن حجر: ۲۵۹/۶ ح ۶۴۸۰)

نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ

1 وضو کریں۔ [1] ۲: شرائط نماز پوری کریں۔ [2]

2 قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں۔ [3] ۴: تکبیر (اللہ اکبر) کہیں۔ [4]

3 تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں۔ [5]

4

5 اپنا دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ [6]

6 دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں۔ [7]

7 اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پڑھیں۔ [8]

[1] حدیث: ((لا تقبل صلاة بغير طهور)) وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی / رواہ مسلم فی صحیحہ: (۵۳۵) ۱/ ۲۲۴، نیز دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۵۱ [2] دیکھئے حدیث: ((وصلوا كما رأيتموني أصلي)) اور نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ رواہ البخاری فی صحیحہ: ۶۳۱ [3] موسوعة الإجماع فی الفقه الإ سلامي (ج۲ ص ۷۰۴) نیز دیکھئے صحیح البخاری (۶۲۵۱) [4] عبدالرزاق فی المصنف (۳/ ۴۹۰، ۴۸۹ ح۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وصححه ابن الجارود بروايته فی المنتقٰی (۵۴۰) زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔ [5] عن نافع قال: كان (ابن عمر) يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنازة (ابن ابی شيبة فی المصنف ۳/ ۲۹۶ ح۱۱۳۸۰ وسنده صحيح) [6] البخاری: ۷۴۰، والامام مالك فی الموطا ۱/ ۱۵۹ ح۳۷۷ [7] احمد فی مسنده ۵/ ۲۲۶ ح۲۲۳۱۳ وسنده حسن، وعنه ابن الجوزی فی التحقيق ۱/ ۲۸۳ ح۴۷۷ **تنبيه:** یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔ [8] سنن ابی داود: ۷۷۵ وسنده حسن۔

8 بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھیں۔ ①

9 سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ ②

10 آمین کہیں۔ ③

11 بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔ ④

12 کوئی ایک سورت پڑھیں۔ ⑤

13 پھر تکبیر کہیں اور رفع یدین کریں۔ ⑥

14 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔ ⑦ مثلاً:

① النسائی:٩٠٦وسنده صحيح وصححه ابن خزيمة: ٤٩٩، وابن حبان الاحسان:١٧٩٧، والحاكم علىٰ شرط الشيخين ١/ ٢٣٢ووافقه الذهبى واخطأمن ضعفه. ② البخاری: ١٣٣٥، وعبد الرزاق فی المصنف٣/٤٨٩، ٤٩٠ ح ٦٤٢٨ وابن الجارود:٥٤٠ ☆ چونکہ سورۂ فاتحہ قرآن ہے، لہٰذا اسے قرآن (قرأت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جولوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۂ فاتحہ قرأت (قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔ ③ النسائی:٩٠٦وسنده صحيح، ابن حبان الاحسان: ١٨٠٥، وسنده صحيح ④ مسلم فی صحيحه ٥٣/ ٤٠٠وهو صحيح والشافعی فی الام١/ ١٠٨، وصححه الحاكم علىٰ شرط مسلم: ٢/ ٢٣٣، ووافقه الذهبى وسنده حسن ⑤ النسائی ٤/ ٧٥،٧٤ ح ١٩٨٩، وسنده صحيح ⑥ البخاری:١٣٣٤ومسلم:٩٥٢،ابن ابی شيبة ٢٩٦/٣ ح ١١٣٨٠، وسنده صحيح عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مکحول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرہ سے جنازے میں رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ٣(ص ٢٠) اور یہی راجح اور جمہور کا مسلک ہے۔ نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقرہ: ٣ **تنبیہ:** نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے کتاب العلل للدارقطنی (٢٢/١٣ ح ٢٩٠٨ وسنده حسن) ⑦ عبد الرزاق فی المصنف٣/ ٤٩٠،٤٨٩ ح ٦٤٢٨وسنده صحيح

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ [1]

15 تکبیر کہیں [2] اور رفع یدین کریں۔ [3]

16 میت کے لئے خالص طور پر دعا کریں۔ [4]

چند مسنون دعائیں یہ ہیں:

* اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَهُ مِنَّا فَأَحْیِهِ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الْإِیْمَانِ [5]

---

(1) البخاری فی صحیحه ۳۳۷۰،والبیهقی فی السنن الکبریٰ ۱۴۸/۲ ح ۲۸۵٦ (2) البخاری: ۱۳۳٤، و مسلم:۹۵۲ (3) ابن ابی شیبة ۲۹٦/۳ ح ۱۱۳۸۰، وسنده صحیح (4) عبدالرزاق فی المصنف:٦٤۲۸ وسنده صحیح وابن حبان فی صحیحه، الموارد:۷۵٤ وابوداود: ۳۱۹۹ وسنده حسن

تنبیه: اس سے مراد نماز جنازہ کے اندر دعا ہے۔ دیکھئے باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوٰة علی الجنازة (ابن ماجه: ۱٤۹۷) (5) الترمذی: ۱۰۲٤، وسنده صحیح، وابو داود: ۳۲۰۱

* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ [1]

* اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَاَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [2]

* اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ،كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ

[1] مسلم: ۹۶۳/۸۵ [2] ابن المنذر فی الاوسط ۴۴۱/۵ ح ۳۱۷۳ وسندہ صحیح، وابوداود: ۳۲۰۲

كَانَ مُسِيْأً فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [1]

* اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [2]

* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنْهُمْ فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ اَبْقَيْتَهٗ مِنْهُمْ فَاَبْقِهٖ عَلَى الْإِسْلَامِ۔ [3]

* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ النَّفْسِ الْحَنِيْفِيَّةِ الْمُسْلِمَةِ وَاجْعَلْهَا مِنَ الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهَا عَذَابَ الْجَحِيْمِ [4]

[1] مالك فی الموطا ۱/ ۲۲۸ح ۵۳٦ واسناده صحيح عن أبی هريره رضی اللہ عنہ، موقوف [2] مالك فی الموطا ۱/ ۲۲۸ح ۵۳۷واسناده صحيح عن أبی هريره رضی اللہ عنہ موقوف یہ دعا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معصوم بچے کی میت پر پڑھتے تھے۔ [3] ابن ابی شيبة ۳/ ۲۹۳ح ۱۱۳٦۱،عن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ، موقوف وسنده حسن [4] ابن ابی شيبة ۳/ ۲۹٤ح ۱۱۳٦٦ وسنده صحيح،وهوموقوف علىٰ حبيب بن مسلمه رضی اللہ عنہ

17 میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے۔ [1] لہٰذا جو بھی ثابت شدہ دعا کر لیں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

18 پھر تکبیر کہیں۔ [2]

19 پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں۔ [3]

---

[1] ابن ابی شیبة ۳/ ۲۹۵ ح ۱۱۳۷۰، عن سعید بن المسیب والشعبی: ۱۱۳۷۱ عن محمد(بن سیرین) وغیرهم من آثار التابعین قالوا: لیس علی المیت دعاء موقت (نحوالمعنیٰ) وهو صحیح عنهم [2] البخاری: ۱۳۳٤، ومسلم:۹٥۲ [3] عبد الرزاق ۳/ ٤۸۹ ح٦٤۲۸ وسنده صحیح، وهو مرفوع، ابن ابی شیبة ۳/ ۳۰۷ ح ۱۱٤۹۱، عن ابن عمر من فعله وسنده صحیح

تنبیه: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۲۷) میں بحوالہ بیہقی (۴/ ۴۳) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے لیکن اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے: ① حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے اور یہ روایت قبل از اختلاط نہیں ہے۔ ② حماد مذکور مدلس ہیں دیکھئے طبقات المدلسین (۲/ ۴۵) اور روایت عن سے ہے۔ امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۱۵۴ وسندہ صحیح) ابراہیم نخعی سے ایک روایت میں نمازِ جنازہ میں دونوں طرف سلام ثابت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبة ۳/ ۳۰۸ وسنده حسن) لیکن بہتر یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں صرف ایک: دائیں طرف سلام پھیرا جائے۔